جاوید احمد غامدی

توہین رسالت کی سزا

[۳]

توہین رسالت کی سزا کے بارے میں جمہور فقہا کی راے کیا خاص اِس سزا سے متعلق قرآن و حدیث کے کسی حکم پر مبنی ہے؟ اِس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔ مسلمانوں کے لیے اِس کی بنا ارتداد اور ذمیوں کے لیے نقض عہد پر قائم کی گئی ہے۔ فقہا یہ کہتے ہیں کہ مسلمان اگر توہین رسالت کا ارتکاب کرے گا تو مرتد ہو جائے گا اور مرتد کی سزا قتل ہے۔ اِسی طرح غیر مسلم ذمی اِس کا مرتکب ہو گا تو اُس کے لیے عقد ذمہ کی امان ختم ہو جائے گی اور اِس کے نتیجے میں اُسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ اِس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ سورۂ توبہ (۹) کی آیت ۲۹ میں غیر مسلم اہل کتاب کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے محکوم اور زیردست بن کر رہنے کے لیے تیار نہ ہوں تو اُنھیں قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ اگر کوئی ذمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب و شتم کا رویہ اختیار کرتا ہے تو اِس کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ سرکشی پر اتر آیا ہے اور محکوم اور زیردست بن کر رہنے کے لیے تیار نہیں ہے*۔ فقہ اسلامی میں اِس استدلال کی ابتدا غالباً عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اِس راے سے ہوئی ہے، اُن کا ارشاد ہے:

ایما مسلم سب اللّٰه و رسوله او سب احدًا من الانبیاء، فقد کذب برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم، و هی ردة یستتاب، فان رجع و الاقتل، و ایما معاهد عاند فسب اللّٰه او سب احدًا من الانبیاء و جهر به،

’’جو مسلمان اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یا نبیوں میں سے کسی دوسرے نبی پر سب و شتم کرے گا، وہ رسول اللہ کی تکذیب کا مرتکب ہو گا۔ یہ ارتداد ہے جس پر اُس سے توبہ کا تقاضا کیا جائے گا۔ اگر رجوع کر لیتا ہے تو چھوڑ دیا جائے گا اور نہیں کرتا تو قتل

---

* اِس کی تفصیلات کے لیے دیکھیے: المحلّٰی، ابن حزم ۱۳/ ۲۳۴۔

فقد نقض العهد فاقتلوه.

(زادالمعاد، ابن قیم ۳۷۹/۴)

کر دیا جائے گا۔ اِسی طرح غیر مسلم معاہدین میں سے کوئی شخص اگر معاند ہو کر اللہ یا اللہ کے کسی پیغمبر پر علانیہ سب وشتم کرتا ہے تو عہد ذمہ کو توڑنے کا مجرم ہو گا، تم اُسے بھی قتل کر دو گے۔''

فقہا کے نزدیک سزا کی بنیاد یہی ہے، لیکن قرآن وحدیث پر تدبر سے واضح ہو جاتا ہے کہ دور صحابہ کے بعد یہ بنیاد ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی ہے۔ ہم نے اپنی کتابوں ''میزان'' اور ''برہان'' میں پوری طرح مبرہن کر دیا ہے کہ ارتداد کی سزا اُنھی لوگوں کے ساتھ خاص تھی جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست اتمام حجت کیا اور آپ پر ایمان لانے کے بعد وہ کفر کی طرف پلٹ گئے۔ اُن کے بارے میں خدا کا فیصلہ یہی تھا کہ اگر کفر پر قائم رہیں گے تو اُس کی سزا بھی موت ہے اور ایمان لے آنے کے بعد دوبارہ کفر اختیار کریں گے تو اُس کی سزا بھی موت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ 'من بدل دينه فاقتلوه'* (جو شخص اپنا دین تبدیل کرے، اُسے قتل کر دو) اُنھی سے متعلق ہے۔ اُن کے لیے یہ سزا اُس سنت الٰہی کے مطابق مقرر کی گئی تھی جو قرآن میں رسولوں کے براہ راست مخاطبین سے متعلق بیان ہوئی ہے۔ زمانۂ رسالت کے بعد پیدا ہونے والے مسلمانوں سے اِس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

نقض عہد کا معاملہ بھی یہی ہے۔ اب دنیا میں نہ کوئی ذمی ہے، نہ کسی کو ذمی بنایا جا سکتا ہے۔ سورۂ توبہ (۹) کی آیت ۱۲۹ اتمام حجت کے اُسی قانون کی فرع ہے جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ چنانچہ منکرین حق کے خلاف جنگ اور اِس کے نتیجے میں مفتوحین پر جزیہ عائد کر کے اُنھیں محکوم اور زیردست بنا کر رکھنے کا حق بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ہے۔ قیامت تک کوئی شخص اب نہ دنیا کی کسی قوم پر اِس مقصد سے حملہ کر سکتا ہے اور نہ کسی مفتوح کو محکوم بنا کر اُس پر جزیہ عائد کرنے کی جسارت کر سکتا ہے۔** مسلمان ریاستوں کے غیر مسلم شہری نہ اصلاً مباح الدم ہیں، نہ ذمی ہیں اور نہ کسی امان کے تحت رہ رہے ہیں جس کے اُٹھ جانے کی صورت میں اُن کے بارے میں قتل کا حکم دیا جائے۔ یہ سب چیزیں اب قصۂ ماضی ہیں۔ اِنھیں کسی لحاظ سے بھی بناے استدلال نہیں بنایا جا سکتا۔

اِس کے بعد دو ہی صورتیں رہ جاتی ہیں: ایک یہ کہ اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت کو سامنے رکھ کر قانون سازی کی جائے اور تعزیر کے طور پر کوئی سزا مقرر کر دی جائے۔ دوسرے یہ کہ سورۂ مائدہ (۵) کی آیات ۳۳-۳۴ کو قانون

---

* بخاری، رقم ۳۰۱۷۔

** اِس کے دلائل کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب ''میزان'' میں ''قانون جہاد'' کے زیر عنوان کر دی ہے۔

www.ghamidi.net

سازی کی بنیاد بنایا جائے۔ یہی دوسری صورت ہے جس کے بارے میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ مائدہ کی اِن آیتوں کو بنیاد بنا کر قانون سازی کی جائے گی تو یہ تین چیزیں لازماً ملحوظ رکھنا ہوں گی، قرآن کے الفاظ اِس کا تقاضا کرتے ہیں:

۱۔ توہین کے مرتکب کو توبہ و اصلاح کی دعوت دی جائے گی اور بار بار توجہ دلائی جائے گی کہ وہ خدا اور رسول کا ماننے والا ہے تو اپنی عاقبت برباد نہ کرے اور اُن کے سامنے سر تسلیم خم کر دے اور ماننے والا نہیں ہے تو مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرے اور اِس جرم شنیع سے باز آجائے۔

۲۔ اُس کے خلاف مقدمہ صرف اُس صورت میں قائم کیا جائے گا، جب وہ توبہ اور رجوع سے انکار کر دے؛ سرکشی کے ساتھ توہین پر اصرار کرے؛ فساد انگیزی پر اتر آئے؛ دعوت، تبلیغ، تلقین و نصیحت اور بار بار کی تنبیہ کے باوجود باز نہ آئے، بلکہ مقابلے کے لیے کھڑا ہو جائے۔

۳۔ سزا میں گنجایش رکھی جائے گی کہ جرم کی نوعیت اور مجرم کے حالات تقاضا کرتے ہوں تو قتل جیسی انتہائی سزا کے بجائے اُسے کوئی کم تر سزا بھی دی جا سکتی ہے۔

www.ghamidi.net